اندلس اور مغرب کا فن تعمیر و عمارات

اندلس (Spain) میں مسلمانوں کے فن تعمیر کا عرصہ تقریباً سات سو برس پر محیط ہے۔ جو آٹھویں صدی عیسوی میں جامع قرطبہ کی تعمیر شروع کئے جانے سے لے کر پندرھویں صدی عیسوی میں غرناطہ کے قصر الحمراء کے مکمل ہونے کے زمانہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران سینکڑوں عمارات مثلاً حمام، محلات، مساجد، مقابر، درس گاہیں اور پل وغیرہ تعمیر ہوئے جن کی اگر تفصیل لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔

اندلس میں مسلمانوں کے فن تعمیر کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہاں کے مسلمان حکمراں اور عوام کی اکثریت پرانی ثقافت کی کورانہ تقلید کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ یہاں ایک نئی تہذیب نے جنم لیا تھا اور اس کے نتیجہ میں ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا تھا۔ اس نئی تہذیب کے آثار ان کی تعمیرات کے ہر انداز سے جھلکتے ہیں۔ اندلس کی چند یادگار عمارتیں یہ ہیں۔

جامع مسجد قرطبہ: اس مسجد کی تعمیر کا خیال امیر عبدالرحمن اول المعروف بہ الداخل (۷۵۶-۷۸۸) کو سب سے پہلے اس وقت آیا جب اس نے ایک طرف اندرونی شورشوں پر قابو پالیا اور دوسری طرف بیرونی خطرات کے سدباب کا بھی مناسب بندوبست کر دیا۔ اس نے اپنی وفات سے صرف دو سال پہلے یہ کام شروع کرایا۔ امیر چاہتا تھا کہ مسجد کو اموی جامع مسجد دمشق کا ہم پلہ بنا کر اہل اندلس و مغرب کو ایک نیا مرکز عطا کرے۔ یہی وجہ تھی کی اس کی تعمیر کی نگرانی اس نے خود کی۔

مسجد کی بیرونی چار دیواری اتنی بلند و بالا اور مضبوط تھی کہ وہ شہر کی فصیل نظر آتی تھی۔ مسجد کی چھت بے شمار ستونوں پر قائم ہے جن کی ترتیب کچھ اس وضع پر ہے کہ ان کے تقاطع سے دونوں طرف کثرت سے متوازی راستے بن گئے ہیں۔ ان ستونوں پر نہایت ہی پر تکلف نعلی محرابیں (Horseshoe Arches) قائم ہیں۔ یہ نعلی محرابیں نہ صرف اس عظیم مسجد کا وجہ امتیاز ہیں بلکہ ہسپانوی طرز تعمیر کی پہچان بن چکی ہیں۔ جامع قرطبہ کے ان ستونوں پر دوہری محرابیں بنی ہوئی ہیں۔ یعنی ایک محراب پر دوسری قائم کر کے انہیں چھت سے ملا دیا گیا ہے۔ ان محرابوں پر کہیں کہیں قبّے بنائے گئے تھے جن میں سے چند ایک ابھی تک باقی ہیں۔ چھت زمین سے تیس فٹ کے قریب بلند تھی۔ جس کی وجہ سے مسجد میں ہوا اور روشنی کا حصول آسان ہو گیا تھا۔ چھت پر دو سو اسی جگمگاتے ستارے بنائے گئے تھے۔ جن میں سے اندرونی دالان کے ستارے خالص چاندی کے تھے۔ اس کے علاوہ چھت مختلف چوبی پٹیوں (Panells) سے آراستہ تھی۔ ہر پٹی پر نقش و نگار کا انداز مختلف تھا۔ مسجد کے وسط میں تانبے کا ایک بہت بڑا جھاڑ معلق تھا جس میں بیک وقت ہزار چراغ جلتے تھے۔ خاص دالان کے دروازہ پر سونے کا کام کیا گیا تھا۔ جبکہ محراب اور

اس سے متصل دیوار سونے کی تھی۔ سنگ مرمر کے ستونوں پر سونے سے ان کی تزئین و آرائش کا کام نہایت نفاست سے کیا گیا تھا۔

عبد الرحمن الداخل کے بعد امیر ہشام اول (796-788) مسند امارت پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی اس مسجد کی تعمیر و توسیع کا کام جاری رکھا۔ اس نے تو اپنے دور حکومت کے سات سالوں میں تمام مال غنیمت کا پانچواں حصہ مسجد کی تعمیر پر خرچ کیا۔ اس عظیم الشان مسجد کا وہ عظیم مینار جو چہار پہلو تھا اسی کے زمانے میں تعمیر ہوا۔ اس مینار کا شمار عجائبات عالم میں ہوتا تھا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس یکتائے زمانہ مسجد کی تکمیل پر ماہ و سال نہیں صدیاں خرچ ہوئیں۔ ہر امیر نے اپنی بساط اور ذوق کے مطابق اس پر بے دریغ خرچ کیا۔ ہزاروں مزدوروں نے سینکڑوں معماروں کی معیت میں اس مسجد کی تعمیر و آرائش پر اپنا خون پسینہ ایک کیا تب جا کر اسے وہ مقام حاصل ہوا جو بہت کم عمارتوں کو حاصل ہے۔

مدینۃ الزہراء کی تعمیر: اسے عبد الرحمن ناصر نے ۳۲۵ ہجری میں تعمیر کروایا۔ اس نے اس کی تعمیر کے لئے افریقہ، روم اور قسطنطنیہ سے سنگ مرمر منگوایا۔ اس میں قصر مونس بنوایا جس کا حوض سنگ مرمر کا تھا اور اس میں جاندار کی تصویر بنائی گئی تھی جو کہ اسلام میں سراسر حرام ہے۔

غرض یہ کہ اس پر اس نے کروڑوں روپیہ صرف کیا۔ اس کی تعمیر چالیس سال تک جاری رہی۔ پچیس سال اس کی زندگی میں اور پندرہ سال اس کے بعد۔ روز آنہ دس ہزار مزدور کام کرتے تھے۔ اس میں شاہی خاندان کے امراء کے بڑے بڑے محل اور ملازمین کے لئے مکانات اور سرکاری دفاتر تھے۔ اس میں ایک چڑیا خانہ بھی تھا جس میں طرح طرح کے جانور پھرا کرتے تھے اور شہر کے لوگ یہاں تفریح کے لئے آیا کرتے تھے۔

مدینۃ الزہراء کے محلات کی تکمیل ہونے کے بعد لوگوں نے خلیفہ کو مبارکباد دی۔ جمعہ کا دن تھا۔ مسجد میں سب لوگ نماز کے لئے جمع ہوئے۔ **قاضی منذر** نے خطبہ پڑھا اور اس خطبہ میں عبد الرحمن کی اس فضول خرچی کی مذمت کی اور برا بھلا کہا۔ قاضی منذر بڑے دلیر قاضی تھے۔ وہ حق بات کہنے سے کبھی باز نہیں آتے تھے۔ عبد الرحمن بھی ایک عادل حکمراں تھا اور اس نے قاضی منذر جیسے آدمی کو قاضی اسی لئے مقرر کیا تھا کہ وہ عدل وانصاف سے کام لینے میں کسی سے نہ ڈریں۔ اس لئے اس نے قاضی صاحب کی باتیں صبر سے سنیں۔ اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور رونے لگا۔

قصر الحمراء کی تعمیر: فن تعمیر میں سلاطین غرناطہ اور غرناطہ کے کاریگروں کی سب سے شاندار یادگار الحمراء ہے۔ یہ محل اور اس کے باغ جنت المعارف کہلاتے ہیں جو اندلسی مسلمانوں کے فن تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں۔ ہندوستان کی قدیم عمارتوں میں جو حیثیت تاج محل کو ہے، بالکل وہی حیثیت اندلس میں الحمراء کو حاصل ہے۔ اس کو دیکھنے کے لئے

آج بھی ساری دنیا سے سیاح غرناطہ آتے ہیں اور اس کے بنانے والے معماروں اور کاریگروں کی تعریفیں کرتے ہوئے واپس جاتے ہیں۔

بلاد مغرب کے اہم تعمیراتی مراکز اشبیلیہ، مراکش، غرناطہ او رفاس ہیں۔ اس کے علاوہ بلاد مغرب میں اسلامی تہذیب کی بے شمار یادگار تاریخی عمارتیں ہیں۔

عہد فاطمی کا فن تعمیر و عمارات

فاطمیوں نے بھی بے شمار تعمیراتی آثار چھوڑے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں۔

قاہرہ کی تعمیر: جب جوہر الصقلی نے ۳۸۵ ہجری میں فسطاط شہر پر قبضہ کیا تو اس نے قاہرہ شہر آباد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کا نقشہ شروع شروع میں مربع نما تھا اور اس کا رقبہ ۱۳۴۰ ایکڑ تھا۔ شہر کی فصیلیں پکی اینٹ سے بنی تھیں۔ شہر کے قلب میں دو محل تھے جس میں سے ایک مشرقی بڑا محل اور دوسرا مغربی چھوٹا محل تھا۔ ان دونوں محلوں کے بیچ میں فوج کی پریڈ کے لئے بڑا میدان تھا۔ یہ سلطنت فاطمیہ کا دار الخلافہ تھا۔ شہر کی فصیلوں میں بے شمار آہنی دروازے تھے جن میں سے دو دروازے آج بھی باقی ہیں۔ یہ شہر سلطنت فاطمیہ کے جنگی فن تعمیر میں ایک اہم یادگار ہے۔

جامع ازہر: قاہرہ کی یہ مسجد ۲۶۳ ہجری – ۲۶۵ ہجری کے درمیان تعمیر ہوئی تھی لیکن اس کا منارہ ۶۹۶ ہجری کی تعمیر ہے۔ یہ مسجد مصر اور دنیائے اسلام میں مسلمانوں کے ابتدائی فن تعمیر کی ایک اہم یادگار ہے۔

فاطمیوں کے محلات: فاطمیوں نے بے شمار محلات تعمیر کروائے، اس میں سے اہم یہ ہیں۔

۱- مشرقی محل: اس محل کو جوہر الصقلی نے فاطمی حاکم المُعِز کے لئے بنوایا تھا، اسی لئے اسے محل مُعَزِّی بھی کہا جاتا ہے۔ مشہور ہے کہ اس میں چار ہزار کمرے اور بے شمار دروازے تھے۔

۲- مغربی محل: اسے حاکم العزیز باللہ نے بنوایا تھا۔

اس طرح ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ فاطمیوں نے محلات کی تعمیر پر بے شمار پیسہ خرچ کیا۔